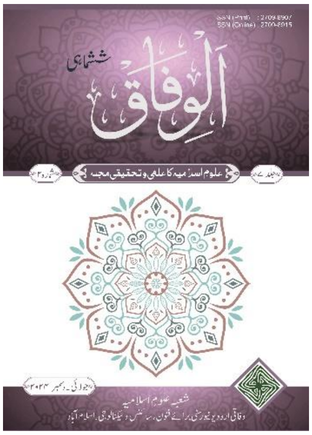

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 7, Issue 2 (July - December 2024)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i2
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code:

Article	رسم ورواج کی صورتیں اوران کی شرعی حیثیت Forms of Customs and Traditions and Their Legal (Shar'i) Status.	Indexing
Authors	[1] Muhammad Shahid	
Affiliations	[1] Al-Hamd International Islamic University, Barakahu, Islamabad.	
Published	31 December 2024	
Article DOI	https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i2.u4	
QR Code		
Citation	Hamza Aziz, "رسم ورواج کی صورتیں اوران کی شرعی حیثیت Forms of Customs and Traditions and Their Legal (Shar'i) Status." *Al-Wifaq*, no. 7.2 (December 2024): 55–65, https://doi.org/10.55603/alwifaq.v7i2.u4.	
Copyright Information:	Forms of Customs and Traditions and Their Legal (Shar'i) Status © 2024 by Muhammad Shahid is licensed under CC BY 4.0	
Publisher Information:	Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.	

رسم ورواج کی صورتیں اوران کی شرعی حیثیت

Forms of Customs and Traditions and Their Legal (Shar'i) Status.

محمد شاہد

ایم فل سکالر، الحمد اسلامک یونیورسٹی، بارہ کہو، اسلام آباد

ABSTRACT

This study examines the nature of customs and traditions and evaluates their status within Islamic law. Customs play a foundational role in shaping human societies, with each community preserving its cultural practices across generations. However, Islamic law does not accept these customs merely as cultural heritage; rather, it establishes clear criteria for their legitimacy. Any custom that contradicts the principles of monotheism, acts of worship, or core moral values is deemed impermissible. Throughout history from the era of the Prophet Muhammad (peace be upon him) to the present scholars have formulated legal rulings while considering the prevailing customs of their societies, ensuring that Muslims can practice Islam within their cultural contexts.

The significance of this topic lies in the widespread presence of non-Islamic and unnecessary customs among Muslims today, which contribute to religious innovation, social corruption, and moral as well as financial harm. Conversely, some customs are beneficial, ethically sound, and supportive of social order. Distinguishing between acceptable and unacceptable customs is therefore essential for the intellectual and moral development of an Islamic society.

This research employs Qur'anic and Hadith sources, classical jurisprudential literature, social observations, and a comparative study of traditional and contemporary scholarly opinions. The aim is to clarify the Islamic criteria for evaluating customs and to facilitate their proper application.

Findings indicate that Islam provides a comprehensive framework for assessing customs: practices that promote justice, morality, and social welfare are permissible, whereas those that harm faith or cause social disorder are rejected. Consequently, this study offers guidance for structuring societal traditions in accordance with authentic Islamic teachings.

KEYWORDS:

Customs and Traditions, Islamic Law (Shariah), Urf (Custom) in Islamic Jurisprudence, Cultural Practices, Legal Maxims, Social Norms

تمہید

رسم و رواج سماجی زندگی کی علامت ہوا کرتے ہیں۔ ہر قوم کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ان رسوم و رواج کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ رسوم در حقیقت مختلف اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ان اسباب میں ملک یا علاقے کے مخصوص حالات، جغرافیائی کیفیت، باشندوں کی ذہنی و جسمانی خصوصیات، مذہبی عقائد، تاریخی و سیاسی ارتقاء، اقتصادی حالت اور تہذیبی اثرات کو غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔

آج اگر مسلم معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پورا معاشرہ مختلف قسم کی رسموں سے بھرا ہوا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور کوئی پہلو ایسا نہیں کہ جس میں رسم و رواج کی آمیزش نہ ہو۔ شادی بیاہ کا موقع ہو یا غمی کا موقع، تقاریب و تہوار ہوں یا مصیبت کا موقع، غرض قدم قدم پر درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں رسمیں موجود ہیں۔ تجربے کے طور پر کسی منگنی یا شادی کے موقع پر کسی بوڑھی تجربہ کار خاتون یا مرد سے اس موقع کی رسموں کے بارے میں پوچھا جائے تو ایک کتاب کھول دی جائے گی، جس میں مرحلہ وار پیش آنے والی رسموں کی تفصیل ہوگی۔ کہیں ہندوانہ رسمیں ہیں تو کہیں توہم پرستی اور شرک کی رسمیں ہیں، کہیں باپ دادا اور بڑوں کی رسمیں ہیں تو کہیں برادری اور ماحول کی رسمیں۔ معاشرے اور ماحول کا دباؤ ایسا سخت ہے کہ ہر شخص ان کے کرنے پر مجبور و بے بس نظر آتا ہے۔

جب ہم ان رسموں اور رواجوں کی ابتداء کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں خوشی و غم کے موقع پر جو رسمیں رائج ہیں ان میں سے بعض کے جائز ہونے سے انکار کرنا مشکل ہے۔ لیکن بعض دوسری مکروہ، ناجائز و حرام ہیں۔

کسی بھی معاشرے میں طرح طرح کی رسوم و رواج کی پیدائش اور کسی ملک کے مختلف علاقوں میں مختلف اور متصادم رسم و رواج کی مقبولیت کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں، ذیل میں ہم ان رسوم کی صورتیں اور اسباب بیان کریں گے۔

رسم و رواج کی صورتیں

1. مثبت (محمود) رسم و رواج:

ایسے رسم و رواج جو شریعتِ اسلامیہ کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں، بلکہ ان کی تائید کرتے ہوں، مثلاً سلام کرنا، نکاح کی دعوت، عید پر ایک دوسرے کو مبارک دینا۔

2. منفی (مذموم) رسم و رواج:

ایسے رواج جو شریعت کے خلاف ہوں، دین میں بدعت یا گناہ کا ذریعہ بنیں، مثلاً جہیز کی رسم، شادی میں فضول خرچی، بینڈ باجے، بے پردگی۔

3. مباح رسم و رواج:

ایسے رسم و رواج جو نہ شریعت کے کسی حکم کی مخالفت کرتے ہوں اور نہ ہی کسی عبادت یا ثواب سے متعلق ہوں، جیسے مخصوص علاقائی لباس، موسمی یا ثقافتی میلے۔

رسمیں کیسے وجود میں آتی ہیں

رسمیں بالعموم دو طریقوں یعنی دو صورتوں میں پروان چڑھتی ہیں:

ایک معاشرتی دباؤ اور دوسرے مذہبی جذبات، بعض دفعہ کسی خاص حالت میں اور کسی خاص ضرورت کے تحت ایک کام کیا جاتا ہے اور لوگ اسے حالات وضروریات کے مطابق مفید پا کر اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ یہ عمل رفتہ رفتہ اجتماعی اور پھر روایتی شکل اختیار کر لیتا ہے اور آخر کار معاشرہ کی اجتماعی قوت کی بدولت اس کو رسم یا رواج کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کچھ مذہبی حضرات دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی دیکھا دیکھی اپنے مذہبی جذبات کی تسکین کے لئے کچھ ایسے کام شروع کر لیتے ہیں جو بظاہر دینی اقدار کو جِلا بخشنے والے ہوتے ہیں۔ پھر دھیرے دھیرے ان کو ایسی مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ رسم کا درجہ پا جاتے ہیں اور ان کے حسن و قبح پر غور کئے بغیر اُن کی پاسداری کو ضروری سمجھا جانے لگتا ہے۔

مذہبی و معاشرتی ہر دو طرح کے رسوم میں بظاہر کچھ خیر کا پہلو ہوتا ہے اور کچھ شر کا۔ معاشرہ بالعموم خیر و شر میں تمیز کیے بغیر انہیں پورے کا پورا اختیار کر لیتا ہے اور ان کی پاسداری کو ہر حال میں ضروری سمجھتا ہے۔ یہی اس کا سب سے تاریک پہلو ہے۔

تاریخ کا کوئی زمانہ رسوم و رواج اور ان کے اثرات سے خالی نہیں رہا ہے۔ بلکہ ہر قبیلہ، ہر قوم اور ہر تہذیب میں اُسے عمومی دستور العمل کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ انبیائے کرام نے جن شریعتوں کو متعارف کرایا، ان کا بنیادی مقصد انسانی معاشرہ کی تہذیب تھا۔ ان شریعتوں میں بھی مروجہ رسومات کی قبولیت واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں تک کہ آخری نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو آخری شریعت متعارف کرائی ان میں بھی عرف کی متعدد پاکیزہ روایات کو شریعت اسلامی کا حصہ بنایا اور ان کی پاسداری کو موجب اجر و ثواب بتایا گیا ہے۔[1]

ذیل میں ہم رسم و رواج کے کچھ اسباب و صورتیں قرآن مجید سے اور کچھ اسباب و صورتیں دیگر کتب کی روشنی میں لکھ دیتے ہیں۔

1۔ محدث میگزین، اپریل 2015ء (لاہور: مرکز النور، کالج روڈ نزد غازی چوک ٹاؤن شپ)

1۔ آباء واجداد کی تقلید

بہت سی رسمیں ایسی ہیں جو انسانوں کو آباء واجداد سے وراثت میں ملتی ہیں اور وہ ان رسموں کو بلا چوں وچراں اختیار کر لیتے ہیں اور ان رسومات پر جمے رہتے ہیں اور ان کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں سوچنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتے قرآن مجید نے اس طرز عمل کو یوں بیان کیا ہے:

وإذا قيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ الله قَالُوبل نَتبِعُ مَا وَجَدْنَا عليه أبَاءَنا أولوكَانَ الشَّيطن يَدْعُوهُم إلى عَذَابِ السعير[2]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی تابعداری کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جس طریقے پر اپنے آباء واجداد کو پایا ہے اسی کی تابعداری کریں گے، اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو۔"

سورۃ المائدۃ، آیت 104 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وإذا قيل لهم تَعَالَوْا إلى مَا انْزَلَ الله وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عليه آباءَنَا أَوَلَو كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يعلَمونَ شيئًا وَلَا يَهْتَدُونَ[3]

"اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔"

جاہلیت کی رسموں میں ایک تقلیدِ آباء بھی تھی، جس نے ان کو ہر برائی میں مبتلا اور ہر بھلائی سے محروم رکھا تھا۔ تفسیر در منثور میں بحوالہ ابن ابی حاتم نقل کیا ہے کہ ان میں سے کوئی خوش نصیب اگر حق بات کو مان کر مسلمان ہو جاتا تو اس کو یوں عار دلائی جاتی کہ تو نے اپنے باپ دادوں کو بیوقوف ٹھہرایا، کہ اُن کے طریق کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کر لیا، ان کی اس گمراہی پر مذکورہ آیت اتری۔ جب ان کو کہا جاتا کہ تم اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حقائق اور احکام اور رسول کی طرف رجوع کرو، جو ہر حیثیت سے حکمت و مصلحت اور تمہارے لیے صلاح و فلاح کے ضامن ہیں، تو ان کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں ہوتا کہ ہم کو تو وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے۔

یہ وہ شیطانی استدلال ہے جس نے لاکھوں انسانوں کو معمولی سمجھ بوجھ اور علم و ہنر رکھنے کے باوجود گمراہ کیا۔ قرآن

2۔ القرآن، سورۃ لقمان. 21

3۔ القرآن، المائدہ: 104

کریم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

أولو كان أباءوهم لا يعلمون شيئًا[4]

"اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں"

غور کرنے والوں کے لیے قرآن کے اس ایک جملہ نے کسی شخص یا جماعت کی اقتداء کرنے کا ایک صحیح اصول بیان کر کے اندھوں کے لیے بینائی کا اور جاہل و غافل کے لیے انکشافِ حقیقت کا مکمل سامان فراہم کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ یہ بات تو معقول ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں کی، ناواقف لوگ واقف کاروں کی پیروی کریں، جاہل آدمی عالم کی اقتداء کرے، لیکن یہ کوئی معقول بات نہیں کہ علم و عقل اور ہدایت کے معیار سے ہٹ کر اپنے باپ دادا یا کسی بھائی بند کی اقتداء کو اپنا طریقہ کار بنا لیا جائے اور بغیر یہ جانے ہوئے کہ یہ مقتدا خود کہاں جا رہا ہے، اگر اس کے پیچھے لگا جائے، تو یہ ہمیں کہاں پہنچائے گا۔

نااہل کو مقتداء بنانا ہلاکت کو دعوت دیتا ہے۔ قرآن کریم کے اس جملہ نے سب کو ایک واضح حکمت کا سبق دیا کہ ان میں سے کوئی چیز مقتدا و پیشوا بنانے کے لئے ہرگز کافی نہیں، بلکہ ہر انسان پر سب سے پہلے تو یہ لازم ہے کہ اپنی زندگی کا مقصد اور اپنے سفر کا رخ متعین کرے، پھر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ دیکھے کہ کون ایسا انسان ہے جو اس مقصد کا راستہ جاننے والا ہے اور اس راستے پر چل بھی رہا ہے۔ ائمہ مجتہدین کی تقلید بھی اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ خود دین کے جاننے والے ہیں اور اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔[5]

2۔ دوسرے معاشروں اور اقوام کے ساتھ اختلاط

رسموں کے ارتقا اور مقبولیت کا ایک سبب دوسرے معاشروں اور قوموں سے تعلقات اور روابط ہیں۔ دوسرے معاشروں اور قوموں کے ساتھ میل جول سے افراد و معاشرہ دوسروں کے طور طریقوں اور رسم ورواج سے متاثر ہوتے ہیں اور نتیجے کے طور پر انہی رسوم کو اپنے معاشرے میں مروج دیکھنا چاہتے ہیں۔ جیسے شب برات میں آتش بازی، عیدِ میلاد النبی کی سجاوٹ، سالگرہ منانا، خاص تقریبات پر چراغاں کرنا، تقریبات اور تہواروں میں خاص قسم کے کھانے پکانا اور بعض دنوں کو منحوس تصور کرنا وغیرہ۔

4۔ القرآن، سورۃ المائدہ: 104

5۔ مفتی محمد شفیع عثمانی، تفسیر معارف القرآن (کراچی: مکتبہ دار لعلوم، 1990ء)، 3/248-249

مفتی محمد شفیع عثمانی (1897ء-1976ء) مفسرِ قرآن تھے۔ 1917ء میں دار العلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا اور وہیں پر مدرس بنے اور صدر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1943ء میں تحریکِ پاکستان کی حمایت کی اور دار العلوم دیوبند چھوڑ دیا۔ 1951ء میں دار العلوم کراچی کا قیام عمل میں لایا۔

سر سید احمد خان رسم ورواج کے پھیلاؤ کے اس سبب پر اپنا نقطہ نظر یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ بات اکثر جگہ موجود ہے کہ ایک قوم کی رسمیں دوسری قوم میں بسبب اختلاط اور ملاپ کے اور بغیر مقصد وارادے کے اور ان کی بھلائی اور برائی پر غور وفکر کرنے کے بغیر داخل ہو گئی ہیں، جیسا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ تمام معاملاتِ زندگی بلکہ مذہبی امور میں بھی ہزاروں رسمیں غیر قوموں کی بلا غور وفکر اختیار کر لی ہیں یا کوئی نئی رسم اس قوم کی مشابہ رسم کے ایجاد کر لی ہے۔"(6)

3۔ توہم پرستی

توہم پرستی بھی رسموں کے اختیار کرنے کا ایک بڑا سبب ہے۔ بعض رسمیں اور باتیں ایسی ہیں جن میں شرک، توہم پرستی اور غیر اللہ کا خوف پایا جاتا ہے۔ جیسے فلاں کے نام کا یا فلاں تاریخ یا دن کا کھانا نہیں پکایا، یا فلاں بزرگ کے نام خیرات نہ کی تو نقصان ہو جائے گا۔ کسی مہینے اور تاریخ کو منحوس اور بے برکت سمجھنا اور اس میں شادی بیاہ نہ کرنا وغیرہ

شاہ ولی اللہ دہلوی(7) رسوم کی نشر واشاعت کے اسباب کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

"بعض اوقات ایسی صورتیں پیش آتی ہیں جن کی وجہ سے کسی اختیار کردہ رسم کی پابندی کو اور زیادہ مضبوطی اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً اس رسم کے ترک کرنے سے غیب سے ان پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے یا اس کے چھوڑ دینے سے سوسائٹی کے نظام میں نمایاں طور پر خلل آجاتا ہے۔"(8)

4۔ تکبر وتفاخر

معاشرے میں بعض رسمیں کچھ لوگوں کے تکبر اور تفاخر کی وجہ سے بھی پھیل جاتی ہیں۔ ان رسموں میں تکبر و تفاخر پایا جاتا ہے۔ جیسے بیوہ کے ساتھ نکاح سے روگردانی، اپنے خاندان سے باہر لڑکی کا نکاح نہ کرنا، تفاخر کی وجہ سے مہر زیادہ رکھنا، لڑکی کی ضرورت اور اپنی بساط سے زیادہ جہیز دینا وغیرہ۔ متکبر کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من الكبر"(9)

6۔ سر سید احمد خان، **رسم ورواج، بشمول مضامین سر سید**(لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب، 1984ء)، 401

7۔ شاہ ولی اللہ (1703ء-1762ء) دہلی میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے مشہور عالم، محدث، مفسر، فقیہ اور مجدد تھے۔ آپ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ حجۃ اللہ البالغہ آپ کی مشہور کتاب ہے۔

8۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، **حجۃ اللہ البالغہ**، مترجم: مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی (کراچی: اصح المطابع، 1835)، 306/1، 307

9. محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ ترمذی، سنن الترمذی(لاہور: مکتبہ علمیہ، 1980ء)، باب ما جاء في الكبر، حديث: 1922

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔"

اس پر ایک صحابی نے پوچھا کہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا بہترین ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله جميل يحب الجمال. الكبر من بطر الحق وغمط الناس"(10)

"اللہ تعالیٰ صاحبِ جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔"

5۔ غلو اور انتہا پسندی

معاشرے میں کچھ رواجوں کی ابتدا غلو اور انتہا پسندی کے باعث بھی ہو جایا کرتی ہے۔ کچھ لوگ بعض دینی احکام، جو مستحب و مباح ہیں، ان کو تو سختی سے ادا کرتے ہیں، لیکن فرائض کو ترک کر دیتے ہیں۔ اس بات کو شریعت میں غلو اور انتہا پسندی کہا جاتا ہے۔ ہماری بہت سی موت کی رسموں کو دیکھا جائے تو ان میں غلو پایا جاتا ہے۔ ہم نے بہت سی باتوں کو اپنے اوپر لازم کر دیا ہے۔ جیسے میت کا تیسرا دن اور چالیسواں دن اور جمعرات کا کھانا وغیرہ۔ جسے ایصالِ ثواب کے لئے کیا جاتا ہے اور مال داروں کو بھی بلا کر کھلایا جاتا ہے۔(11)

رسم ورواج کی شرعی حیثیت

وہ رسم ورواج جن کے اختیار کرنے کی وجہ سے کفار کی مشابہت یا شرعی احکام کی خلاف ورزی لازم آتی ہو تو ایسے رسوم کو اپنانا جائز نہیں۔ البتہ وہ رسم ورواج جو کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہوں لیکن اس میں کفار کی مشابہت نہ پائی جاتی ہو اور کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی بھی لازم نہ آتی ہو تو ایسے رسم ورواج مباح کے درجے میں ہوں گے۔ انہیں لازم سمجھے بغیر اختیار کرنے کی گنجائش ہوگی۔ یعنی کسی کو ان کے اپنانے پر مجبور نہ کیا جائے، ان میں شرکت پر اصرار نہ کیا جائے، نہ کرنے پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے اور اپنانے پر کسی قسم کے ثواب کی امید نہ رکھی جائے۔

رسومات کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مفتی مبین الرحمٰن لکھتے ہیں:

"رسم در حقیقت ایک ایسا رائج کام ہوتا ہے جو کہ شرعی دلائل سے ثابت نہ ہو اور اسے بعد میں ایجاد کیا گیا ہو۔ شادی بیاہ، خوشی کی تقاریب اور غم وغیرہ کے مواقع پر ایسی کئی ساری رسومات ادا کرنے کا رواج عام ہے۔ اس معاملے میں شریعت کا حکم سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ ہم میں

10۔ ترمذی، سنن الترمذی، باب ما جاء في الكبر، حدیث: 1922

11۔ ماہنامہ خطیب، لاہور، جنوری 2023ء، ج 8، شمارہ 1، ص 6

سے ہر ایک انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی اصلاح کر سکے۔ واضح رہے کہ نہ تو ہر رسم ناجائز اور بدعت ہوتی ہے اور نہ ہی ہر رسم جائز اور مباح ہوتی ہے۔ اس معاملے میں شرعی حکم کی تفصیل یہ ہے:

1. ہر وہ رسم جو دین، یعنی فرض، واجب، سنت، مستحب یا ثواب سمجھ کر ادا کی جائے تو وہ بدعت اور ناجائز ہے کیوں کہ یہ ایسی چیز کو دین میں شامل کرنا ہے جو دین کا حصہ نہیں۔
2. ہر وہ رسم جس میں شرعی حدود پامال ہوں اور شرعی احکام کی خلاف ورزی کی جائے، وہ بھی حرام اور گناہ ہے۔ جیسے کسی رسم میں بے پردگی اور بے حیائی کا ارتکاب ہو یا وہ دوسروں کے لیے ایذا رسانی کا سبب ہو یا اس میں رزق کی ناقدری ہو یا اس میں دوسروں سے ناحق طور پر کسی چیز کا مطالبہ ہو یا اس میں غیر شرعی تصویر کشی ہو وغیرہ۔ کیوں کہ ایسے تمام کاموں کی ممانعت شرعی دلائل سے ثابت ہے۔ اس لیے جو رسم ایسے ممنوع کاموں پر مشتمل ہو گی وہ بھی ناجائز ہو گی۔
3. ہر وہ رسم جس میں غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کی جائے وہ بھی ناجائز اور گناہ ہے کیوں کہ احادیث کی رو سے غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے۔ اس لیے جو رسم اس غیر شرعی کام پر مشتمل ہو گی وہ بھی ناجائز ہو گی۔
4. مذکورہ رسموں کے علاوہ وہ تمام رسمیں جن میں مذکورہ کوئی خرابی نہ پائی جائے تو اس کو اگرچہ بعض حضرات جائز سمجھتے ہیں لیکن راجح اور درست بات یہ ہے کہ ہر رسم میں "التزام ما لا یلزم" کا پہلو پایا جاتا ہے یعنی جو چیز لازمی اور ضروری نہیں ہوتی اس کو ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ عموماً رسموں کا یہی حال ہے، ایسی صورت میں اس میں بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ تغیرِ حکم شرعی یعنی شرعی حکم میں تبدیلی ہے، جو چیز شریعت میں مباح اور جائز ہے اس کو واجب کے درجے تک پہنچا دیا جائے، اس کو ضروری سمجھا جائے اور اس کو ترک کرنے پر طعن اور ملامت کی جائے۔ اس پہلو سے ایسی رسمیں بھی بدعت کے زمرے میں داخل ہو جاتی ہیں، اس لیے ان سے بچنا ضروری ہو جاتا ہے۔ پھر ان رسموں میں جو مفاسد یعنی خرابیاں مرتب ہو جاتی ہیں ان کی وجہ سے ان رسموں کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے، اس لیے متعدد اہل علم ایسی رسموں کو "التزام مالا یلزم" یعنی غیر ضروری کو ضروری قرار دینے اور اس پر مرتب ہونے والی خرابیوں کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ہاں، جہاں کوئی خرابی نہ پائی

جائے وہ رسم مباح ہے، لیکن ایسی رسموں کا وجود مشکل ہے۔اس لیے رسم نام کے تمام کاموں سے بچنا ضروری ہے۔[12]

بہر حال ہر زمانے کے وہ رسم ورواج جو شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں، ان کو فقہائے کرام نے مباح قرار دیا ہے۔ان پر عمل کرنالازم نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص یا گروہ اس پر عمل کرے تو جائز ہے، لیکن مستحسن نہیں۔ مگر وہ تمام رسمیں جو نبی ﷺ کے زمانے میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں شریعت میں داخل ہو گئی ہیں اور دین کا حصہ ہیں، وہ جائز ہیں اوران پر عمل کرنا ضروری ہے۔

خلاصہ بحث

1. ہمارے معاشرے میں غمی، خوشی غرض یہ کہ ہر موقع کے متعلق مختلف رسوم مروج ہیں۔
2. کسی بھی معاشرے میں طرح طرح کے رسوم ورواج کی پیدائش اور ارتقاء کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں۔
3. اکثر رسوم آباءواجداد کی اندھی تقلید کے باعث معاشرے میں جڑ پکڑ لیتے ہیں۔ بہت سے لوگ شریعت کی بجائے آباءواجداد کی تقلید کو ہی شریعت سمجھ بیٹھتے ہیں۔
4. کچھ رسوم دوسرے معاشروں اور اقوام کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے معاشرے میں داخل ہو جاتی ہیں اور لوگ اس میں مداومت اختیار کر بیٹھتے ہیں۔
5. معاشرے میں بعض رسوم لوگوں کے تکبر و تفاخر کی وجہ سے بھی پھیل جاتی ہیں۔
6. کچھ رواجوں کی ابتداء غلو اور انتہا پسندی کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے۔
7. کسی علاقے یا ملک کی جغرافیائی کیفیت، باشندوں کی ذہنی و جسمانی خصوصیات، سیاسی و اقتصادی حالت اور تہذیبی اثرات وغیرہ بھی مختلف رسوم کی پیدائش اور ارتقاء کا سبب بن جاتی ہیں۔
8. تمام غیر شرعی رسومات کا ترک کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور وہ تمام رسومات جو مباح ہیں ان کے حوالے سے وقت کے علماء سے پوچھ کر عمل کرنا بہتر ہے۔

12. مفتی مبین الرحمن، رسومات کی شرعی حیثیت، سلسلہ نمبر 1247، مفتی مبین الرحمٰن آفیشل، 14 فروری 2023ء

کتابیات

القرآن الکریم

ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ ترمذی، سنن الترمذی، لاہور: مکتبہ علمیہ، 1980ء

دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم: مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی، کراچی: اصح المطابع، 1835

سر سید احمد خان، رسم و رواج، بشمول مضامینِ سر سید، لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب، 1984ء

ماہنامہ خطیب، لاہور، جنوری 2023ء، ج 8، شمارہ 1

مبین الرحمن، مفتی، رسومات کی شرعی حیثیت، سلسلہ نمبر 1247، مفتی مبین الرحمٰن آفیشل، فروری 2023ء

محدث میگزین، لاہور: مرکز النور، اپریل 2015ء

محمد شفیع عثمانی مفتی، تفسیر معارف القرآن، کراچی: مکتبہ دار لعلوم، 1990ء

al-Qur'ān al-Karīm

Tirmidhī, Muḥammad bin ʻĪsā, Abū ʻĪsā Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī, Lāhaur: Maktabah ʻIlmiyyah, 1980

Dehlavī, Shāh Walī Allāh, Ḥujjatullāh al-Bālighah, mutarjim: Mawlānā Abū Muḥammad ʻAbd al-Ḥaqq Ḥaqqānī Dehlavī, Kārāchī: Aṣaḥ al-Maṭābiʻ, 1835

Sir Sayyid Aḥmad Khān, Rasm o Riwāj, Beshumūl Maḍāmīn-e-Sir Sayyid, Lāhaur: Maktabah Khayābān-e-Adab, 1984

Māhnāmah Khaṭīb, Lāhaur, January 2023, jild 8, shumārah 1

Mubeen al-Raḥmān, Muftī, Rusūmāt kī Sharʻī Ḥaythiyyat, Silsilah No. 1247, Muftī Mubeen al-Raḥmān Official, February 2023

Muḥaddith Magazine, Lāhaur: Markaz al-Nūr, April 2015

Muftī Muḥammad Shafīʻ ʻUthmānī, Tafsīr Maʻārif al-Qur'ān, Kārāchī: Maktabah Dār al-ʻUlūm, 1990